لفظ "خاتم" کا معنیٰ و مفہوم

ائمہ لغت و مفسرین کے اقوال کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

سید عطاالله بخاری *

Abstract

Almighty Allah Has bestowed us with more than one lakh and twenty four thousand prophets for guidance of human being. It started with Hazrat Adam As and end up with hazrat Muhammad (PBUH). As it was ended with hazrat Muhammad PBUH, so he was called with the title of "خاتم النبیین". The Holy Prophet PBUH himself said "No Prophet will come after me". This belief keep pivotal value among all beliefs. According to Muslim scholars, anyone who has doubt on finality of Prophethood will be considered non Muslim. Therefore in this article the word "خاتم" is analyzed comprehensively in the light of various sayings of different Muslim scholars.

***KEYWORDS**: Finality of Prophet hood, Khatim, Quran'ic Tafaseer.*

قرآن مجید نے جہاں خدا تعالی کی توحید اور قیامت کے عقیدے کو ہمارے ایمان کا جزو لازم ٹھہرایا۔ وہاں انبیا ورسل علیہم السلام کی نبوت ورسالت کا اقرار کرنا بھی ایک اہم جزو قرار دیا ہے اور انبیائے کرام علیہ السلام کی نبوتوں کو ماننا اور ان پر عقیدہ رکھنا ویسے ہی اہم اور لازمی ہے جس طرح خدا تعالیٰ کی توحید پر۔ لیکن قرآن مجید کو اول سے آخر تک دیکھ لیجیے۔ جہاں کہیں ہم انسانوں سے نبوت کا اقرار کرایا گیا ہو اور جس جگہ کسی وحی کو ہمارے لیے ماننا لازمی قرار دیا گیا ہو۔ وہاں صرف پہلے انبیا کی نبوت و وحی کا ہی ذکر ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت حاصل ہو اور پھر اس پر خدا کی وحی نازل ہو کہیں کسی جگہ پر اس کا ذکر تک نہیں۔ نہ اشارۃً نہ کنایۃً۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کسی فرد بشر کو نبوت عطا کرنا مقصود ہو تا تو پہلے انبیا کی بہ نسبت اس کا ذکر زیادہ لازمی تھا اور اس پر تنبیہ کرنا از حد ضروری

* سید عطاالله بخاری، لیکچرر، کیڈٹ کالج، گھوٹکی سندھ۔

تھا۔ کیوں کہ پہلے انبیا کرام علیہم السلام اوران کی وحی تو گزر چکی۔ امت مرحومہ کو تو سابقہ پڑنا تھا آنحضرت ﷺ کے بعد کی نبوتوں سے، مگر ان کا نام ونشان تک نہیں۔ بلکہ ختم نبوت کو قرآن مجید میں کھلے لفظوں میں بیان فرمانا صاف اور روشن دلیل ہے اس بات کی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخصیت کو نبوت یا رسالت عطانہ کی جائے گی۔ یہ اسلام کا ایک اجماعی اور بنیادی عقیدہ ہے کہ نبوت اور رسالت کا سلسلہ امام الانبیا سیّد المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر ختم کر دیا گیا، آپ سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی ہیں آپ کے بعد کسی شخص کو منصبِ نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ لہذا اس مقالے میں لفظ "خاتم" باعتبار لغت، ومفسرین کے اقوال کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔ لغوی تحقیق سے قبل عربی لغت نویسی کے آغاز وارتقا کے بعد لفظ خاتم کی لغوی تحقیق پیش کی جائے گی۔

عربی لغت نویسی کا آغاز وارتقا

اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں عربی لغت نویسی پر کتابی یا رسائل کی صورت میں کوئی سراغ نہیں ملتا جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے مسلمانوں نے دیگر علوم کی طرح علم لغت کے آغاز وارتقامیں موسس اعلیٰ کا کردار ادا کیا ہے، عرب کی علمی تہذیب کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ہر عربی نہ تو کامل فصیح اللسان تھا اور نہ ہی ہر شخص عربی الفاظ کے معانی و مفاہیم کا مکمل ادراک رکھتا تھا۔ بسا اوقات الفاظ کے معانی جاننے کے لئے جاہلی شاعری کی طرف رجوع کرتے یا پھر جب کسی شخص کو کسی لفظ کے معنی سمجھنے میں دشواری ہوتی وہ اہل علم لوگوں سے دریافت کرتے۔ لہذا اسلام کے بعد اولین معلم اور شارح کلام خود نبی اکرم ﷺ تھے۔ آپ کے علاوہ صحابہ کرام تھے جن میں حضرت ابن عباس کا نام سرفہرست ہے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے علامات قیامت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ (۱)

"ہرج بہت زیادہ ہو جائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہرج کیا ہے، آپ ﷺ نے اس لفظ کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا: قتل۔"

اس طرح کی بے شمار مثالیں ہمیں احادیث مبارکہ میں ملتی ہیں۔ اور صحابہ کرام میں ایک دفعہ دورانِ خطبہ حضرت عمرؓ نے سامعین سے آیت کے لفظ "تخوف" کے معنی دریافت کیے جس پر ایک بزرگ نے اس کا معانی "تنقص" بیان کیا اور بطور دلیل زہیر شاعر کا یہ شعر سنایا:

تخوف الرحل منها تامکا قردا، کما تخوف عود النبعة السفن (۲)

معلوم ہوا کہ اہل عرب عام عوام ہی نہیں بلکہ خواص بھی الفاظ کے معنی و مفہوم جاننے سے دوسروں سے استفسار یا جاہلی شاعری کی طرف رجوع کرتے۔ اور پھر اسی طرح الفاظ و معانی کا سلسلہ سوال وجواب کی صورت میں جاری رہتا۔ حتیٰ کہ خلافت راشدہ میں اور پھر اس کے بعد مسلمانوں کو ملنے والی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجے میں عجمی

ریاستیں بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوتی گئیں۔ عرب و عجم کی تہذیب و ثقافت ، میل جول بڑھتا گیا، اہل علم لوگوں کو اس بات کا گمان تھا کہیں عربی زبان میں عجمی الفاظ داخل نہ ہو جائیں اور دوسری طرف یہ خیال بھی رہتا کہیں کبار علمائے لغت کی اموات سے علم لغت کا بیش قیمت ذخیرہ ضائع نہ ہو جائے، کیوں کہ عربی لغت ہی فہم قرآن کا واحد ذریعہ ہے۔ چنانچہ عربی کے محافظوں نے دیہاتوں کی طرف رخ کیا جس کی وجہ یہ تھی ابھی تک دیہات عجمی اختلاط سے پاک تھے،(اہل عرب کے رواج کے مطابق وہ اپنے بچوں کو دیہاتوں میں بھیج دیا کرتے تھے تا کہ وہ خالص عربی زبان سیکھ جائیں)۔ انھوں نے وہاں سے خالص فصیح عربی سیکھی، اسی طرح ذخیرہ ادبِ جاہلی (جو اشعار، قصائد اور ضرب الامثال وغیرہ کی صورت میں موجود تھا) کو بھی پیش نظر رکھا اور نہایت احتیاط سے کام لیتے ہوئے خاص خاص موضوعات (مثلاً وحشی جانوروں، درختوں، اور نباتات وغیرہ) پر لغت کے باقاعدہ مجموعے مرتب کرنے شروع کر دیے۔ جن میں سر فہرست اصمعی ، ابو عمرو، اسحاق الشیبانی، ابو حنیفہ دینوری ہیں۔ خاص کتب جن میں کتاب الخیل، کتاب الحشرات، کتاب الابل، کتاب جراد، کتاب خلق الفرس، کتاب الخیل و خلق الانسان وغیرہ قابل ذکر ہیں، اور پھر اس کے بعد مختلف موضوعات پر مرتب کردہ کتابوں کو ایک جگہ جمع کر کے ایک مدلل کتاب کی صورت دے دی گئی جس میں ابو عبید کی مختلف موضوعات پر لکھی گئی ۳۰ کتابوں کو ایک جگہ جمع کر کے **الغریب المصنف** کے نام سے مرتب کیا، اسی طرح ابن سیدہ کی **المخصص** مرتب کی گئی۔

اس کے بعد وہ دور آیا جب صاحب علم و صاحب لغت حضرات نے الفاظ لغت کے ذخائر پر مشتمل خاص ترتیبوں کے ساتھ کتابیں تالیف کرنی شروع کیں اور باقائدہ لغت نویسی کی ابتداء ہوئی۔ لہذا علم لغت کی پہلی باقاعدہ کتاب خلیل بن احمد کی "کتاب العین" شمار کی جاتی ہے جیسا کہ الصحاح کے دیباچے میں موجود ہے۔

أول معجم في العربية كلها إذ لم يؤلف معجم قبله، لان الخليل هو مبتكر فن تأليف المعجمات في العربية كلها

" لغت جمع کرنے کا کام خواہ کتنے ہی مراحل سے گزرا ہو لیکن محققین اس بات پر متفق ہیں کہ خلیل ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے عربی معجم تیار کی۔ "(۳)

دوسرا قول HYWOOD کا ہے جس کا کہنا ہے کہ:

"سب سے پہلی تالیف ابو الاسود الدولی نے حضرت علیؓ سے سیکھ کر گرامر تیار کی اور پھر یہی گرامر کا کام آگے چل کر عربی لغت نویسی اور علم نحو مرتب کرنے کی بنیاد بنا۔ " (۴)

قرآن کریم کا اعجاز لغت

قرآن مجید عربی زبان میں ہے جو دنیا کی سب سے زیادہ وسیع اور فصیح و بلیغ زبان ہے۔ اس لیے ضروری ہے جو شخص قرآن مجید کریم کا صحیح مفہوم معلوم کرنا چاہے وہ پہلے اس زبان میں تبحر حاصل کرے اور ان تمام علوم میں مہارت

تامہ پیدا کرے۔ جو علوم الہٰیہ کہلاتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی لازم ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات عالیہ اور صحابہ، تابعین اور ائمہ لغت کے اقوال بھی اس کے پیش نظر ہوں اور تفسیر کرتے وقت اسلام کے مسلمات اور اجماع امت سے ادھر سے ادھر نہ جائے۔

ساڑھے تیرہ سو سال سے تمام صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور فقہا، محدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین آیت مذکور لفظ "خاتم" کا یہی مفہوم سمجھتے اور بیان کرتے چلے آئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ بلکہ خود صاحب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی نہایت وضاحت سے فرمایا:

"لا نبی بعدی"(۵)

"میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اس کے علاوہ صحیحین میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وَالْعَاقِبِ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ (۶)

"میرا ایک نام عاقب ہے عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔"

لفظ "خاتم النبین" کی لغوی تحقیق

لفظ "خاتم" کا مادہ "ختم" ہے۔ جس کے معنی مہر لگانے اور کسی چیز کے آخر تک پہنچنے اور اسے ختم کر دینے کے ہیں اور یہ لفظ دو طرح سے پڑھا جاتا ہے۔ "خاتِم" (بکسر تا) اور خاتَم (بفتح تا) لیکن خاتِم (بکسر تا) مشہور لغت ہے۔ ماسوائے دو قاریوں کے حسن اور عاصم نے فتح کے ساتھ پڑھا ہے جیسا کہ مختلف لغت میں اقوال موجود ہیں:

احمد بن محمد بن علی (م ۷۷۰ھ) صاحب مصباح المنیر (لغت) میں لکھتے ہیں:

"والکسر اشہرت" (۷)

"کسرہ زیادہ مشہور ہے۔"

صاحب روح المعانی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی آلوسی (المتوفی: ۱۲۷۰ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وقرالجمھور بکسر التاء وفتحھا وقرأعاصم وخاتم النبیین بالفتح (۸)

"لفظ خاتم بکسر و بفتح تا دونوں طرح پڑھا جاتا ہے اور عاصم نے خاتم النبیین کو بفتح تا پڑھا ہے۔"

لفظ خاتم النبیین کی لغوی تحقیق کتب لغت کی روشنی میں

۱۔ **مفردات القرآن:** یہ کتاب امام راغب اصفہانیؒ (المتوفی: ۵۰۲ھ) کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی، خاص قرآن کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اتقان میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی، لفظ خاتم النبیین کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں:

وخاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تممہا بمجیئۃ (۹)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپؐ نے نبوت کو ختم کر دیا، یعنی آپؐ نے تشریف لا کر نبوت کو تمام فرما دیا۔"

۲۔ ***الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیہ*** ، از ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوہری الفارابی (المتوفی: ۳۹۳ھ) میں لفظ خاتم کے متعلق تحریر ہے:

والخاتم والخاتم بکسر التأ وفتحہا والخیتام والخاتام کلہ بمعنیً والجمع الخواتیم وخاتمۃ الشئی آخرہ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء علیہم السلام (۱۰)

خاتم ت کی زیر کے ساتھ اور خاتم ت کی زبر کے ساتھ اور خیتام اور خاتام سب کے ایک ہی معنی ہیں اور خواتیم جمع آتی ہے اور خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں اور اسی معنی سے **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں۔

۳۔ ***لسان العرب:*** لغت کی مقبول کتاب ہے۔ عرب و عجم میں مستند مانی جاتی ہے، اس کی عبارت یہ ہے:

خاتمہم وخاتمہم وآخرہم عن اللحیانی ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیأ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام (۱۱)

"خاتم القوم بالکسر اور خاتم القوم بالفتح کے معنی آخر القوم ہیں اور انہی معانی پر لحیانی سے نقل کیا جاتا ہے، **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا (یعنی آخر الانبیا) ہیں۔"

اس میں بھی واضح بتایا گیا کہ بالکسر کی قرأت پڑھی جائے یا بالفتح کی صورت میں خاتم النبیین اور خاتم الانبیا کے معنی آخر النبیین اور آخر الانبیأ ہوں گے۔ لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد (دال) ہوتا ہے کہ اگرچہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے بحیثیت نفس لغت بہت سے معانی ہو سکتے ہیں، لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف سے اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم تنہا ذکر نہیں کیا، بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس کے معنی آخر ہی کے ہوتے ہیں۔ آیت "خاتم النبیین" میں بھی خاتم کی اضافت جماعت "نبیین" کی طرف ہے۔ اس لیے اس کے معنی آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے، اس قاعدے کی تائید تاج العروس شرح قاموس سے بھی ہوتی ہے۔

۴۔ ***تاج العروس من جواہر القاموس:*** از محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسینی، الزّبیدی (المتوفی: ۱۲۰۵ھ) یہ کتاب در اصل القاموس المحیط کی شرح ہے جس کے مولف محب الدین ابو الفیض سید محمد مرتضیٰ الزبیدی الواسطی ہیں آپ ۱۱۴۵ھ میں یمن کے شہر زبید میں پیدا ہوئے۔ لفظ خاتم کے متعلق آپ فرماتے ہیں:

عن اللحیانی ومن اسمائہ علیہ السلام الخاتم والخاتم وھو الذی ختم النبوۃ بمجیئہ (۱۲)

"حضور ﷺ کے اسماء میں سے الخاتم اور الخاتم بھی ہے اور خاتم وہ شخص ہے جس نے اپنے تشریف لانے سے نبوت کو ختم کر دیا ہو۔"

۵۔ **القاموس المحیط:** از ابو طاھر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی (المتوفی: ۸۱۷ھ)

الخاتم من کل شئی عاقبتہ و اخرتہ کخاتمتہ و اخر القوم کالخاتم (۱۳)

"خاتم بالکسر کے معنی انجام و آخرت ہر شے مثل خاتمہ کے اور آخر قوم کے ہیں۔"

مثل خاتم بالفتح کے اور اس کی شرح تاج العروس میں ہے

الخاتم اخر القوم کالخاتم و منہ قولہ تعالیٰ و خاتم النبیین ای اخرھم (۱۴)

"یعنی خاتم اور خاتم کے معنی آخر قوم کے ہیں اور اسی سے خاتم النبیین ہے یعنی آخر نبیوں کے۔"

خلاصہ یہ ہے کہ معتبر کتب لغات سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ لفظ خاتم کے زبر اور زیر دونوں کے ساتھ ایک ہی معنی ہیں اور جب کبھی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو لغت عرب میں اس کے معنی آخر کے ہی ہوتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی معنی نہیں آتے اور لغت عرب میں لفظ خاتم اور خاتم کا زبر اور زیر دونوں کے ساتھ اکثر اور زیادہ تر پانچ معنیٰ میں استعمال ہے تین معنی مشترک ہیں۔

۱۔ آخر قوم یہ ہمیشہ جماعت کی طرف مضاف ہو گا۔

۲۔ انگشتری جیسے خاتم ذہب، خاتم ذہباً اس کا مضاف الیہ ہمیشہ ہمیشہ تمیز ہو گا۔ اگر اضافت نہ ہو تو من سے استعمال ہو گا۔ **و لو خاتماً من حدید** اور اضافت لامیہ میں مفرد مفرد کی طرف اور جمع جمع کی طرف مضاف ہو گا۔ **کخاتم زید و خواتیم قوم** ورنہ لام کا اظہار ضروری ہو گا **رفعاً للالتباس انہ کالخاتم للقوم لا خاتم قوم و خاتم الخلفاء**

۳۔ اسم آلہ **ما یختتم بہ** وہ جس سے مہر لگائی جائے یعنی لوہے یا پیتل یا پتھر وغیرہ کی چیز جس پر نام وغیرہ کندہ کیے جاتے ہیں یعنی مہر۔

۴۔ اور خاتم زیر کے ساتھ اسم فاعل کا صیغہ کسی چیز کو ختم کرنے والا۔

۵۔ خاتم زبر کے ساتھ مہر کا نقش جو کاغذ وغیرہ پر اتر آتا ہے۔

پس آیت خاتم النبیین میں دوسرے اور پانچویں معنی تو کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتے اور پہلے معنی ہر دو قرأت پر صحیح اور درست ہیں اور چوتھے معنی صرف خاتم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہیں اور تیسرے معنی حقیقت کے اعتبار سے تو مراد ہو ہی نہیں سکتے اور باجماع علمائے لغت جب تک حقیقی معنی درست ہو سکیں اس وقت تک مجاز کو اختیار

کرنا باطل ہے۔ اگر مجازی معنی ہی لیے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ حضور ﷺ انبیاء علیہم السلام پر مہر ہیں۔ جس کا مطلب پہلے معنی کے علاوہ کچھ نہیں۔ کیونکہ عرب میں **الختم** یعنی مہر لگانے کے معنی کسی چیز کو بند کر دینا اور روک دینے کے ہیں۔ عام محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں چیز پر مہر کر دی قرآن کریم میں ہے: **خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ** [۱۵] ”اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی۔ یعنی اب قلوب میں ایمان نہ داخل ہو گا۔“

اسی طرح شعرائے عرب میں سے لفظ خاتم کا کچھ اس طرح استعمال کیا ہے:

ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن علی الواحدی، النیسابوری، الشافعی (المتوفی: ۴۶۸ھ) دیوان متنبی میں شعر لکھتے ہیں:

اروح وقد ختمت علی فؤادی بحبک ان لا یحل به سواک [۱۶]

”میں تیرے یہاں سے اس طرح جا رہا ہوں کہ تو نے میرے قلب پر اپنی محبت سے مہر لگا دی ہے تاکہ اس میں تیرے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے۔“

پس خاتم النبیین ﷺ کے وہ نئے معنی جو مرزا قادیانی نے کے حاشیہ میں اور میں بیان کیے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

”آپ کی مہر سے انبیا بنتے ہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے۔ آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔“ [۱۷]

محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم کے بھی یہ معنی ہوں کہ اس کی مہر سے قوم بنتی ہے اور خاتم الاولاد کے معنی یہ ہوں کہ اس کی مہر سے اولاد بنتی ہے اور **خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ** کے معنی بالکل مہمل ہوں۔ غرض جو معنی مرزا قادیانی نے اختراع کئے عرب میں ہرگز ہرگز مستعمل نہیں براہین میں تحریر ہے:

”میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔“ [۱۸]

ٹھیک اسی طرح خاتم النبیین ﷺ کے معنی ہیں کہ حضور ﷺ آخر الانبیا ہیں آپ ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت نہ دیا جائے گا او رازالہ اوہام میں ہے۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین [۱۹]

”یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔“

لفظ ”خاتم“ کی قرآنی تفسیر

اب سب سے پہلے دیکھیں کہ قرآن مجید کی رُو سے اس کا کیا ترجمہ و تفسیر کیا جانا چاہیے؟

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ "ختم" کے مادہ کا قرآن مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے۔

۱۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (۲۰) "مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر۔"

۲۔ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ (۲۱) "اور مہر کر دی تمھارے دلوں پر۔"

۳۔ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ (۲۲) "مہر کر دی اس کے کان پر اور دل پر۔"

۴۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ (۲۳) "آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر۔"

۵۔ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ (۲۴) "سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر۔"

۶۔ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ (۲۵) "مہر لگی ہوئی۔"

۷۔ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ (۲۶) "جس کی مہر جمتی ہے مشک پر۔"

ان ساتوں مقامات کے اول و آخر، سیاق و سباق کو دیکھ لیں "ختم" کے مادہ کا لفظ جہاں کہیں استعمال ہوا ہے۔ ان تمام مقامات پر قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا۔ اس کی ایسی بندش کرنی کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اور اندر سے کوئی چیز اس سے باہر نہ نکالی جا سکے۔ وہاں پر "ختم" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً پہلی آیت کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر مہر کر دی۔ کیا معنی؟ کہ کفر ان کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا اور باہر سے ایمان ان کے دلوں کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ فرمایا: " خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ "(حوالہ) اب زیر بحث آیت خاتم النبیین کا اس قرآنی تفسیر کے اعتبار سے ترجمہ کریں تو اس کا معنی ہوگا کہ رحمت دو عالم ﷺ کی آمد پر حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ پر ایسے طور پر بندش کر دی، بند کر دیا، مہر لگا دی، کہ اب کسی نبی کو نہ اس سلسلہ سے نکالا جا سکتا ہے اور نہ کسی نئے شخص کو سلسلہ نبوت میں داخل کیا جا سکتا ہے۔

خلاصہ

لفظ "خاتم" میں مجازی اور حقیقی معانی کی بحث

یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ لفظ "خاتم" بعض اوقات مجازی معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن علمائے بلاغت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ مجازی معنی اسی وقت لیے جاتے ہیں جب حقیقی معنی متعذر اور مشکل ہوں۔ مثلاً جب کسی شخص کو "خاتم المحدثین" یا "خاتم المفسرین" یا "خاتم الشعرا" لکھا جاتا ہے تو مجازاً اور مبالغۃ کہا جاتا ہے۔ اس وقت حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے۔ کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں۔ اسے کیا معلوم کہ جس شخص کو وہ کسی خاص فن کا خاتم کہہ رہا ہے اس کے بعد اس جیسے یا اس سے بڑھ کر کتنے شخص پیدا ہوں گے۔ اس لیے انسان کے کلام کو ایسی حالت میں مبالغہ یا مجاز پر محمول کرنے کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔ لیکن خداوند تعالیٰ چونکہ عالم الغیب ہے اور اس پر سب کچھ عیاں ہے۔ اس لیے

خدا کا کلام حقیقت پر محمول ہو گا۔ خصوصاً ایسے وقت میں جب کہ اس کے سینکڑوں شواہد موجود ہوں۔ بنابریں ایسی تراکیب کو خاتم النبیین کے خود ساختہ معنی کے لیے بطور سند پیش کرنا بعید از عقل و نقل ہے۔

عصر حاضر میں "خاتم" کے خود ساختہ اور من گھڑت معنی کی تائید میں ایک حدیث بھی پیش کی جاتی ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا:

اطمئن یاعم فانک خاتم المهاجرین فی الهجرة کما انا خاتم النبیین فی النبوة (۲۷)

"اگر حضرت عباسؓ کے بعد ہجرت جاری ہے تو حضور ﷺ کے بعد نبوت بھی جاری ہے۔"

لیکن یہ حدیث تو خود اس امر کی دلیل بیّن ہے کہ خاتم کے معنی آخر کے ہیں۔ کیونکہ ہجرت سے مراد ہجرت مکہ ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اے چچا! آپ مطمئن رہیں۔ آپ کے بعد جو شخص مکے کو چھوڑ کر مدینے میں آئے گا اسے اصلاحی مہاجر کا لقب نہیں ملے گا اور وہ مہاجرین صحابہؓ میں سے شمار نہیں ہو گا۔ جس طرح میں خاتم الانبیا ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اسی طرح تم خاتم المہاجرین ہو۔ اب تمھارے بعد کوئی صحابی مہاجر نہیں کہلائے گا۔ جس طرح حضرت عباسؓ فتح مکہ سے کچھ ہی پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تھے اور آپ کے بعد پھر کسی مسلمان نے ہجرت نہیں کی۔ کیونکہ ان کی ہجرت کرنے کے بعد مکہ فتح ہو کر دار السلام ہو گیا اور حضور ﷺ نے فرمایا:

لاهجرة بعدالفتح (۲۸) "فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں۔"

اس بیان کی تائید ایک دوسری روایت سے ہوتی ہے۔ جسے علامہ ابن حجرؒ العسقلانی (التوفی ۸۵۲ھ) نے تہذیب التہذیب میں یوں نقل کیا ہے:

"استاذن العباس نبی اللہ ﷺ فی الہجرۃ فکتب الیہ یا عم یا عم مکانک انت فیہ فان اللہ یختم بک الہجرۃ کما ختم فی النبوۃ (۲۹)

حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی تو حضور ﷺ نے تحریر کر بھیجا۔ "اے میرے چچا! اے میرے چچا! تم جس جگہ ہو ابھی وہیں ٹھہرے رہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ تم پر ہجرت اس طرح ختم کر دے گا جس طرح اس نے مجھ پر نبوت ختم کر دی۔"

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عباسؓ نے ہجرت کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اس وقت اجازت نہ دی اور بعد ازاں اس وقت اجازت دی کہ ان کی ہجرت کے بعد ہجرت کی ضرورت ہی نہ رہی۔ اس لیے آپ کو خاتم المہاجرین کا لقب ملا۔ خاتم بمعنی مہر لگانا اگر خاتم کے معنی مہر کے لیے جائیں تو اس صورت میں "خاتم النبیین" کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام پیغمبروں کے بمنزلہ مہر کے ہیں۔ یعنی جس طرح مہر سے تحریر کو ختم کیا جاتا اور کسی چیز پر مہر لگا دینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب اس میں کوئی چیز داخل نہ ہو سکے گی۔ اسی طرح حضور ﷺ کے وجود باجود کے بعد سلسلۂ نبوت میں کوئی شخص داخل نہ ہو سکے گا۔

لفظ"خاتم" صحابہ کرام کے اقوال کی روشنی میں

حضرات صحابہ کرامؓ و تابعینؒ لفظ "خاتم" سے متعلق کیا موقف تھا۔ خاتم کا ان کے نزدیک کیا ترجمہ تھا؟ یہاں پر صرف دو صحابہ کرامؓ کی آرا مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔

ا۔ امام ابو جعفر ابن جریر طبریؒ (متوفی ۳۱۰ھ) اپنی عظیم الشان تفسیر جامع البیان فی تاویل القرآن میں حضرت قتادہؓ ایک جلیل القدر صحابی سے "خاتم النبیین" کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں:

عن قتادة ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین ای آخرهم (۳۰)

"حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ اور لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں۔"

۲۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے در منثور میں بحوالہ عبد ابن حمید حضرت حسنؓ سے نقل کیا ہے:

عن الحسن فی قوله وخاتم النبیین قال ختم اللّٰه النبیین بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکان آخر من بعث (۳۱)

"حضرت حسنؓ سے آیت خاتم النبیین کے بارے میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان رسولوں میں سے جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے آخری ٹھہرے۔"

لفظ "خاتم النبیین کی تفسیری شہادتیں ائمہ تفسیر کی تفاسیر سے ختم نبوت کی تحقیق:

ا۔ تفسیر طبری

ولکنه رسول اللّٰه وخاتم النبیین الذی ختم النبوة فطبع علیها فلا تفتح لاحد بعده الی قیام الساعة (۳۲)

"لیکن آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خاتم النبیین ہیں۔ یعنی وہ شخص جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی پس وہ قیامت تک آپؐ کے بعد کسی کے لیے نہ کھولی جائے گی۔"

۲۔ تفسیر ابن کثیر

فهذه الایة نص فی انه لا نبی بعده واذا کان لا نبی بعده فلا رسول بالطریق الاولیٰ والاخریٰ لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة فان کل رسول نبی ولا ینعکس وبذلک وردت الاحادیث المتواترة عن رسول اللّٰه من حدیث جماعة من الصحابة رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم (۳۳)

یہ آیت اس بات میں نص صریح ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور جب کوئی نبی نہ ہو گا تو رسول بدرجہ اولیٰ نہ ہو گا۔ کیونکہ رسالت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے خاص ہے ہر رسول کا نبی ہونا

ضروری ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں اور ختم نبوت پر آنحضرت ﷺ کی احادیث متواترہ صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت سے منقول ہو کر وارد ہوئے ہیں۔

۳۔ تفسیر کشاف

خاتم بفتح التاء بمعنی الطابع و بکسرھا بمعنی الطابع و فاعل الختم و تقویہ قرأۃ عبداللہ بن مسعود ولکن نبیاً ختم النبیین فان قلت کیف کان آخرا لانبیأ و عیسیٰ علیہ السلام ینزل فی آخر الزمان قلت معنی کونہ آخر الانبیأ انہ لاینبئا احد بعدہ و عیسیٰ ممن نبی قبلہ (۳۴)

''خاتم کے زبر کے ساتھ بمعنی آلہ مہر اور زیر کے ساتھ بمعنی مہر کرنے والا اور ختم کرنے والا اور اس معنی کی تقویت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت ولکن نبیا ختم النبیین کرتی ہے۔ پس اگر تم یہ کہو کہ حضور ﷺ آخر الانبیا کس طرح ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے میں نازل ہوں گے تو میں کہوں گا کہ آخر الانبیا کے یہ معنی ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جو حضور ﷺ سے پہلے نبی بنا کر بھیجے گئے۔''

۴۔ تفسیر مدارک التنزیل

خاتم النبیین بفتح التاء عاصم بمعنی الطابع ای اخرھم یعنی لاینبأ احد بعدہ و عیسیٰ علیہ السلام ممن نبی قبلہ۔ ۔ ۔ وغیرہ بکسر التاء بمعنی الطابع و فاعل الختم و تقویہ قرأۃ عبداللہ بن مسعود (۳۵)

''خاتم النبیین عاصم کی قرأۃ میں ت کے زبر کے ساتھ بمعنی آلہ مہر جس سے مراد آخر ہے یعنی آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام آپؐ سے پہلے نبی بنائے گئے۔ اس لیے ان کے نزول سے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور عاصم کے علاوہ سب قاریوں کے نزدیک ت کے زبر کے ساتھ یعنی مہر کرنے والا اور ختم کرنے والا اور اس کی تائید حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت بھی کرتی ہے۔''

۵۔ تفسیر خازن

خاتم النبیین ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ ای و لا معہ (۳۶)

''خاتم النبیین یعنی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ساتھ نبوت کو ختم کر دیا۔ پس نہ آپؐ کے بعد نبوت ہے اور نہ آپؐ کے ساتھ کسی کو حاصل۔''

۶۔ مواہب لدنیہ

و منھا انہ خاتم الانبیاء و المرسلین کما قال تعالیٰ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ای اخرھم الذی

ختمهم او ختموا به علیٰ قرأة عاصم بالفتح . . . قیل من لا نبی بعده یکون اشفق علیٰ امته وهو کو الد لو لدلیس له غیره ولا یقدح نزول عیسیٰ علیه السلام بعده لانه یکون علی دینه مع ان المراد انه أخر من نبی (۳۷)

"اور آنحضرت ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپؐ سب انبیا اور رسل کے ختم کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ولکن رسول الله وخاتم النبیین یعنی آخر النبیین جس نے انبیا کو ختم کیا یا عاصم کی قراۃ کی رو سے جو زبر کے ساتھ ہے یہ معنی ہیں کہ جس پر سب انبیا ختم کیے گئے... کہا جاتا ہے کہ جس نبی کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو وہ اپنی امت پر بہت زیادہ شفیق ہو گا اور وہ اس باپ کے مثل ہے کہ جس کی اولاد کی اس کے بعد کوئی نگرانی کرنے والا اور تربیت کرنے والا نہ ہو اور حضور ﷺ کے بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول کے آپؐ کے دین پر ہوں گے۔ علاوہ اس کے ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ آپؐ سب سے آخر میں نبی بنا کر بھیجے گئے۔"

۷۔ تفسیر روح المعانی

الخاتم اسم اله . . . مآله آخر النبیین . . . وخاتم بکسر التاء علی انه اسم فاعل ای الذی ختم النبیین والمراد به آخرهم ایضاً . . . والمراد بالنبی ماهوا عم من الرسول فیلزم من کونه ﷺ خاتم النبیین کونه خاتم المرسلین . . . والمراد بکونه علیه الصلوة والسلام خاتمهم انقطاع حدوث وصف النبوة فی احد من الثقلین بعد تحلیه علیه الصلوٰة والسلام بها فی هذه النشأة ولا یقدح فی ذلک ما اجمعت الامة علیه واشتهرت فیه الاخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوی ونطق به الکتاب علی قول ووجب الایمان به واکفر منکره کالفلاسفة من نزول عیسیٰ علیه السلام أخر الزمان لانه کان نبیاً قبل تحلی نبینا ﷺ بالنبوة فی هذه النشاءة (۳۸)

"خاتم ت کے زبر کے ساتھ اسم آلہ ہے... جس کا مال آخر النبیین ﷺ ہے اور خاتم ت کی زیر کے ساتھ اسم فاعل کا صیغہ یعنی وہ نبی جس نے نبیوں کو ختم کر دیا اور اس سے مراد بھی آخر النبیین ہے اور نبی رسول ﷺ سے عام ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا خاتم المرسلین ہونے کو لازم ہے اور حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپؐ کے اس عالم میں وصف نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد وصف نبوت کا پیدا ہونا بالکل منقطع ہو گیا۔ جن وانس میں سے کسی کو اب یہ وصف نبوت عطا نہ کیا جائے گا اور یہ مسئلہ ختم نبوت اس عقیدے کے ہرگز خلاف نہیں جس پر امت نے اجماع کیا ہے اور جس میں احادیث شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں۔ شاید درجہ تواتر معنوی کو پہنچ جائیں اور جس پر قرآن

نے ایک قول کی بنا پر تصریح کی ہے اور جس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے منکر مثلاً فلاسفہ کو کافر سمجھا گیا ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا آخر زمانے میں نازل ہونا کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کے اس عالم میں نبوت ملنے سے پہلے وصف نبوت کے ساتھ متصف ہو چکے تھے۔

برصغیر پاک وہند کی مشہور اردو تفاسیر میں لفظ "خاتم" کی تفسیری تحقیق

ا۔ تفسیر انوار البیان

"خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر وصف نبوت سے متصف ہونا یعنی نبوت جدیدہ سے سرفراز کیا جانا ختم ہو گیا ہے اور سلسلہ نبوت آپ کی ذات گرامی پر منقطع ہو گیا اب نبوت جدیدہ سے کوئی بھی شخص متصف نہیں ہو گا۔ ختم نبوت کے منکر قرآن کے منکر ہیں اسلام سے خارج ہیں آپ ﷺ کے بعد جو بھی کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے، گمراہ ہے، کافر ہے اور اس کی تصدیق کرنے والے بھی گمراہ اور کافر ہیں اور آیت قرآنیہ کے منکر ہیں جس میں صاف اس بات کا اعلان فرمادیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔"(۳۹)

۲۔ تفسیر احسن البیان

" (خاتم):(ختم کرنے والا۔ مہر۔ قرآن کریم میں اس لفظ کی دو قرأتیں ہیں یعنی یہ زبر اور زیر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے اور دونوں کے معنی کا حاصل ایک ہی ہے یعنی سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے۔ مہر کے معنی بھی آخر کے ہوتے ہیں کیونکہ بند کرنے کے لیے کسی چیز پر مہر بھی آخر ہی میں لگائی جاتی ہے۔"(۴۰)

۳۔ تفسیر معارف القرآن مفتی شفیع عثمانی

"وخاتم النبیین، لفظ خاتم میں دو قرأتیں ہیں، امام حسن اور عاصم کی قرأت خاتم بفتح تا ہے اور دوسرے ائمہ قرات خاتم بکسر تا پڑھتے ہیں۔ حاصل معنی دونوں کا ایک ہی ہے، یعنی انبیا کو ختم کرنے والے، کیونکہ خاتم خواہ بکسر التا ہو یا بفتح التا دونوں کے معنی آخر کے بھی آتے ہیں، اور مہر کے معنی میں بھی یہ دونوں لفظ استعمال ہوتے ہیں، اور نتیجہ دوسرے معنی کا بھی وہی آخر کے معنی ہوتے ہیں کیونکہ مہر کسی چیز پر بند کرنے کے لئے آخر ہی میں کی جاتی ہے۔ لفظ خاتم بالکسر والفتح دونوں کے معنی لغت عربی میں تمام کتابوں میں مذکور ہیں۔"(۴۱)

۴۔ خزائن العرفان

"آخر الانبیا کہ نبوت آپ پر ختم ہو گئی آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت

عیسیٰ (علیہ السلام) نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمّدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلے یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور کا آخر الانبیا ہونا قطعی ہے، نصّ قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث تو حدّ تواتر تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے، وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔" (۴۲)

۵۔ تفسیر نور العرفان

"اللہ تعالیٰ کا حضور کو آخری نبی بنانا علم و حکمت پر مبنی ہے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ جو، اب کسی نبی کا آنا یا اس کا امکان مانے تو وہ مرتد ہے جیسے لا الہ الا اللہ سے معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا ایسے ہی لا نبی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا یہ دونوں ایک درجہ کے محال ہیں۔ اسی طرح حضور کے زمانے میں کوئی نبی نہ تھا نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ خاتم النبیین وہ جو سب نبیوں سے پیچھے ہو۔" (۴۳)

۶۔ تفسیر ضیاء القرآن

"حضور سرورِ عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بد بخت اس کے اس دعوے کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لیے مقرر فرمائی ہے" (۴۴)

حجۃ الاسلام امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

ان الامۃ فھمت من ھذا اللفظ انہ فھم عدم نبی بعدہ ابداً و عدم رسول بعدہ ابدا و انہ لیس فیہ تاویل و تخصیص و من اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الھذیان لا یمنع الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب لھذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر ماول (۴۵)

"تمام امت محمدیہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ابد تک نہ کوئی نبی ہو گا اور نہ کوئی رسول اور اس لفظ میں کوئی تاویل اور تخصیص نہیں ہو سکتی۔ جو شخص کسی تخصیص سے اس آیت کی تاویل کرے گا تو اس کا یہ بے معنی اور بیہودہ کلام اسے کافر کہنے سے سے روک نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ نص قرآنی کی تکذیب کر رہا ہے جس کے متعلق امت کا اجماع ہے کہ نہ اس میں کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص۔"

خاتم النبیین اور اصحاب لغت خاتم النبیین "ت" کی زبر یا زیر سے ہو قرآن وحدیث کی تصریحات اور صحابہ وتابعین کی تفاسیر اور آئمہ سلف کی شہادتوں سے بھی قطع نظر کر لی جائے اور فیصلہ صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے تب بھی لغت عرب یہ فیصلہ دیتا ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی قرأت پر دو معنی ہوسکتے ہیں۔ آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے اور دوسری قرأت پر ایک معنی ہوسکتے ہیں یعنی آخر النبیین۔ لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا خلاصہ صرف ایک ہی نکلتا ہے۔ اور بہ لحاظ مراد کہا جاسکتا ہے کہ دونوں قرأتوں پر آیت کے معنی لغۃً یہی ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیائے علیہم السلام کے آخر ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں تصریح موجود ہے:

والخاتم اسم آلة لما يختم به كالطابع لما يطبع به فمعنى خاتم النبيين الذى ختم النبييون به ومآله آخر النبيين (۴۶)

"اور خاتم بالفتح اس آلہ کا نام ہے جس سے مہر لگائی جائے۔ پس خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں گے (وہ شخص جس پر انبیا ختم کیے گئے) اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آخر النبیین ہے۔"

علامہ احمد معروف بہ ملاجیون صاحب نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

""نتیجہ دونوں صورتوں (بالفتح وبالکسر) میں وہ صرف معنی آخر ہی ہیں اور اسی لیے صاحب تفسیر مدارک نے قرأت عاصم یعنی بالفتح کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے اور بیضاویؒ نے دونوں قراتوں کی یہی تفسیر کی ہے۔" (۴۷)

روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن ہوگئی۔ کہ لفظ خاتم کے دو معنی آیت میں بن سکتے ہیں۔ ان کا بھی خلاصہ اور نتیجہ صرف ایک ہی ہے۔ یعنی آخر النبیین اور اسی بنا پر بیضاویؒ نے دونوں قرأتوں کے ترجمے میں کوئی فرق نہیں کیا۔ بلکہ دونوں صورتوں میں آخر النبیین تفسیر کی ہے۔

آئمہ لغت نے صرف اسی پر بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا۔ بلکہ تصریحاً اس آیت شریفہ کے متعلق جس پر اس وقت ہماری بحث ہے، صاف طور پر بتا دیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ خاتم میں لغۃً محتمل ہیں اس آیت میں صرف یہی معنی ہوسکتے ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیا کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔ خدائے علیم وخبیر ہی کو معلوم ہے کہ لغت عرب پر آج تک کتنی کتابیں چھوٹی بڑی اور معتبر وغیر معتبر لکھی گئیں۔ اور کہاں کہاں اور کس صورت میں موجود ہیں۔ ہمیں نہ ان سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے۔ بلکہ صرف ان چند کتابوں سے جو عرب وعجم میں مسلم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں۔

خلاصہ مقالہ

اب اگر کوئی شخص لفظ نبی کی کوئی نئی تفسیر اور توجیہہ پیش کرے تو وہ ہرگز قابل قبول نہ ہوگی۔ کیونکہ

اصطلاحی الفاظ میں تصرف جائز نہیں۔ اس لیے شریعت نے الفاظ موہمہ کے استعمال سے روکا ہے۔ یعنی ایسے الفاظ کے استعمال کی اجازت نہیں دی۔ جس میں کسی شرعی حکم کے خلاف کا پہلو بھی موجود نہ تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم کو حکم ہوتا ہے۔ "لاتقولوا راعنا" یعنی حضور ﷺ کو لفظ راعنا سے مخاطب نہ کیا کرو۔ کیونکہ اس میں ذم کا ایک پہلو بھی موجود تھا۔ احادیث میں بہت سے الفاظ استعمال کرنے کی ممانعت اسی بنا پر وارد ہے۔ بعض لوگوں کا یہ قول کہ ائمہ لغت نے جو خاتم النبیین میں خاتم کے معنی آخر کے لکھے ہیں، یہ محض ان کے اپنے عقیدے کا اظہار ہے جو حجت نہیں۔ غالب مرحوم کے اس مصرعے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے کیونکہ موجودہ زمانے میں بہت سے غیر مسلم اہل قلم نے عربی زبان کے لغت مرتب کیے ہیں۔ مگر اس معنی پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ اگر بالفرض یہ معنی غلط ہیں تو کیا ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک مسلمانوں میں کوئی ایسا صاحب علم اور محقق پیدا نہیں ہوا جو اس غلطی سے لوگوں کو آگاہ کرتا اور بقول ان کے یہ سب کتب لغت نا قابل اعتبار ہیں تو کیا دنیا میں عربی زبان کا کوئی ایسا لغت بھی ہے جو قابل اعتبار ہو۔ اگر ہے تو کون سا؟ اور اس پر اعتبار کرنے کی وجہ کیا ہے؟ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بحالت اضافت خاتم کے معنی صرف افضل کے آتے ہیں۔ انھیں چاہیے تھا کہ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کسی امام فن کا قول پیش کرتے۔ جس میں صراحۃً یہ مذکور ہوتا کہ جمع کی طرف مضاف ہونے کی حالت میں خاتم کے معنی صرف افضل کے ہوتے ہیں۔

حوالہ جات

(۱) نیشاپوری، مسلم القشیری، صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، حدیث نمبر ۲۲۷۲، جلد ۴، ص ۲۰۵۶

(۲) الذہبی، محمد السید حسین، التفسیر والمفسرون، مکتبۃ وھبۃ، قاہرہ، ج ۱، ص ۲۹

(۳) الجوہری، ابو نصر اسماعیل بن حماد، دیباچہ الصحاح، دار العلم للملایین، بیروت، ص ۵۰

(۴) Jhon A . Haywood ,Arabic Lexicography, P.11

(۵) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، حدیث نمبر ۳۴۵۵، ج ۴، ص ۱۶۹

(۶) نیشاپوری، مسلم القشیری، صحیح مسلم، دار إحیاٗ التراث العربی، بیروت، حدیث نمبر ۲۳۵۴، ج ۴، ص ۱۸۲۸

(۷) حموی، احمد بن محمد بن علی، مصباح المنیر، کتاب الخاٗ، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، ج ۱، ص ۱۶۳

(۸) آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ، تفسیر روح المعانی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج ۱۱، ص ۲۱۳

(۹) اصفہانی ابو القاسم الحسین بن محمد، مفردات راغب، دار القلم، الدار الشامیۃ، بیروت، ص ۲۷۵

(۱۰) الجوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیہ، دار العلم للملایین، بیروت، ج ۵، ص ۱۹۰۸

(۱۱) افریقی، جمال الدین ابن منظور، لسان العرب باب المیم فصل الخاٗ، ۱۲: ۱۶۴

(۱۲) الزبیدی، محمد بن عبد الرزاق، تاج العروس، دار الھدایۃ، ج ۳۲، ص۴۸

(۱۳) فیروزآبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، فصل الخأ، باب المیم، ج۴، ص ۱۰۴

(۱۴) الزبیدی محمد بن عبد الرزاق، تاج العروس، دار الھدایۃ، ج ۳۲، ص۴۸

(۱۵) البقرہ:۷

(۱۶) نیشاپوری، ابو الحسن علی بن احمد، دیوان متنبی، ص۳۹۸

(۱۷) حقیقت الوحی، ص۹۷

(۱۸) براہین، حصہ ۵ ، ص۸۶

(۱۹) ازالہ اوہام، ص۶۱۴

(۲۰) البقرہ:۷

(۲۱) انعام:۴۶

(۲۲) الجاثیہ:۲۳

(۲۳) یٰسین:۶۵

(۲۴) الشوریٰ: ۲۴

(۲۵) مطففین: ۲۵

(۲۶) مطففین: ۲۵

(۲۷) الھندی علاو الدین علی بن حسام، کنز العمال، حدیث ۳۷۳۴۰، ج ۱۳، ص۵۱۹

(۲۸) بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، حدیث نمبر ۲۷۸۳، ج۴، ص ۱۵

(۲۹) العسقلانی، ابن حجر، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیۃ، الھند، حدیث نمبر ۲۱۴، ج ۵، ص ۱۲۲

(۳۰) طبری، امام ابو جعفر ابن جریر، مؤسسۃ الرسالۃ، ج ۲۰، ص۲۷۸

(۳۱) سیوطی، جلال الدین، تفسیر در منشور، دار الفکر، بیروت، ج۶، ص۶۱۷

(۳۲) طبری، امام ابو جعفر ابن جریر، مؤسسۃ الرسالۃ، ج ۲۰، ص۲۷۸

(۳۳) ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ج۶، ص۴۲۸

(۳۴) زمخشری، محمود بن عمر، دار الکتاب العربي، بیروت،، ج۳، ص ۵۴۴

(۳۵) النسفی ابو البرکات عبد اللہ بن احمد، تفسیر مدارک التنزیل، دار الکلم الطیب، بیروت، ج۳، ص ۳۴

(۳۶) علاء الدین علی بن محمد، تفسیر خازن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج۳، ص۴۲۹

(۳۷) زرقانی اَبو عبد اللہ محمد بن عبد الباقي، شرح مواہب لدنیہ، دار الکتب العلمیۃ، ج۷، ص۲۳۵

(۳۸) آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ، روح المعانی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج۱۱، ص ۲۱۳

(۳۹) مدنی، عاشق الٰہیؒ، تفسیر انوار البیان، دار الاشاعت، ج۴، ص ۴۱۴

(۴۰) سید فضل الرحمن، احسن البیان، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، حصہ ۶، ص۴۳۷

(۴۱) عثمانی، مفتی شفیعؒ، معارف القرآن، ج ۷، ص ۱۶۳

(۴۲) مراد آبادی، سید نعیم الدین، کنز الایمان مع خزائن العرفان، مکتبہ المدینہ، ص ۷۸۳

(۴۳) نعیمی مفتی احمد یار خان، کنز الایمان مع نور العرفان، ص ۶۷۵

(۴۴) الازہری، پیر سید کرم شاہ، ضیأالقرآن، ضیأالقرآن پبلی کیشنز، ج ۴، ص ۶۵

(۴۵) الغزالی، ابو حامد محمد بن محمودؒ، الاقتصاد فی الاعتقاد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت—لبنان، ص ۱۳۷

(۴۶) آلوسی شہاب الدین محمود بن عبد اللہ، روح المعانی، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج ۱۱، ص ۲۱۳

(۴۷) ملا احمد جیون، تفسیرات احمدیہ، مترجم: مولانا محمد احمد، المیزان و ناشران کتب، ص ۷۰۲